نمبر ۱۶ جلد ۱۱

منشور محمدی

سنہ ۱۲۹۹ ھ

مطبوعہ ۵ ۔ جمادی الآخر

فرمان رسولان سلف ساختہ مرفوع	توقیع خط آیت منشور محمدؐ	توریت وہم انجیل برافتاد تجیل	چون گشت علم رایت منشور محمدؐ

مثنوی عیش

مستوجب حمد وہ خدا ہے	جو خسرو کشور بقا ہے	جو اوسکی ثنا لکھون دمکم ہی	خورشید عرب مہ عجم ہے
عالم ہے قدیر ہے احد ہے	سلطان علم و ابد ہے	وہ افسر فرق انبیا ہے	محبوب جناب کبریا ہے
مالک رازق کریم خالق	عادل سامع مرید صادق	شاہنشہ کشور نبوت۔	آرایش مسند شریعت
خلاق زمین و آسمان ہے	وہ غارس باغ کن فکان ہے	سب پر شرف نبی عیان ہے	وہ علت غائی جہان ہے
پیدا ہوے ایک لفظ کن سے	انہارہ ہزار عالم اوسکی	اے خامۂ عیش لکھ بانصاف	منشور محمدی کے اوصاف
تزیین فلک بوجہ احسن	شمع مہ و مہر ہے روشن	جب سے نکلا یہ رشک گلزار	نظرون سے گرے جہان کے اخبار
شاہنشہ ملک بے مثالی	محبوب حریم لایزالی	جو فضل و شرف اسی بجا ہے	ہمنام جناب مصطفےٰ ہے
دیہیم جلال فرق پر ہے	او رنگ قدم پہ جلوہ گر ہے	نور رخ دلپذیر اسلام	ماحی ملل ظہیر اسلام
خالق ہر چیز کا وہی ہے	صنعت ہر چیز مین رکھی ہے	شمس الاخبار آسمان پر	ہی پیش مسیح نیک اختر
افعال حکیم لایزالی	ہوتی ہین مصلحت سے خالی	کرتا ہی تعلب زار و ناشاد	منشور محمدی کی فریاد
کیا لکھون ثنای ایزدپاک	ارشاد نبی ہے ماعرفناک	چہتے ہین صحیح سب کو الیف	بے شبہ ہے افسر صحایف
جب نعت نبی کا وقت آیا	خامہ نے ادب سے سر جھکایا	عمدہ خبرین نفیس مضمون	ہر لفظ ہے رشک در مکنون
لولاک لما خلقت الافلاک	آیا ہے بشان شاہ لولاک	ہر سال روپیہ پانچ جودے	اس گوہر بے بہا کو وہ لے
ای صل علی رسول مجد	سہرا ہے پیمبران محمدؐ	پر شرط ہے پیشگی کی اے یار	ما بعد سے کچھ نہین سروکار
	اس نظم کو کر چکا جب ارقام	سال وہ مہ و روز و شب آگہی	ہو اوسکو بہت بڑی ترقی
		توقیع محمدی رکھا نام	

قرآن کا ترجمہ ہوا بنگلہ زبان مین

(بقیہ)

نام مترجم	زبان ترجمہ	سنہ ترجمہ
۱ رابرٹ رودن این مس صاحب	لاطینی	سنہ ۱۱۴۳ھ
۲ اندریا آرادا بینی	اٹلی	
۳ جوہانس اندریاس صاحب	اروگوین	سنہ ۱۵۰۰ء
۴ اندرو دو. رایئر صاحب	فرنچ	سنہ ۱۶۰۰ء
۵ الگزندر راس صاحب	انگریزی	
۶ لیوس مراکشی صاحب	لاطینی	سنہ ۱۶۹۸ء
۷ جارج سیل صاحب	انگریزی	سنہ ۱۷۳۴ء
۸ سیواری صاحب	فرنچ	سنہ ۱۷۸۳ء
۹ میگرلن صاحب	جرمن	سنہ ۱۷۷۲ء
۱۰ واہل صاحب	جرمن	سنہ ۱۸۲۸ء
۱۱ گارسن دتیاسی صاحب	فرنچ	سنہ ۱۸۲۹ء
۱۲ کاسمرسکی صاحب	فرنچ	سنہ ۱۸۴۰ء
۱۳ المان صاحب	جرمن	سنہ ۱۸۴۰ء
۱۴ راڈویل صاحب	انگریزی	سنہ ۱۸۶۱ء

اندرؤ درایئر صاحب دولت فرانس کے طرف سے مصر مین کونسل تہی فرنچ کے سوا ترکی عربی بہی خوب جانتے تہے اونہون نے اپنی زبان مین قرآن کا ترجمہ کیا ہے بلا لحاظ متن کے سب آیتون کو ملا دیا ہے اور ایک بیان مسلسل کر دیا ہے اور اس عیب کے رفع ہونے یا تفہیم مطلب کے غرض سے بارہ تفسیرین اور بیچکا رہ عبارتین اونہین داخل کر دی ہین جن سے قرآن کے خیالات کی بلندگی اور عبارت کی فریبندگی بالکل جاتی رہی ہے اس غلط مبحث سے کوئی نہین سمجہہ سکتا ہے کہ قرآن عربی زبان مین وحید و یکتا ہے اس ترجمہ کی نسبت سیل صاحب کہتے ہین کہ اسکا کوئی صفحہ تبدیل یا تغیر کی بیشی سے خالی نہین ہے اس قسم کی تصنیف مین ایسی خطائین معاف و معذور نہین ہو سکتی ہین اور سیواری صاحب فرانسیسی فرماتے ہین کہ قرآن تمام شرقی ملکون سے مین عبارت کے کمال اور قوت خیالات جلال اعلیٰ درجہ پر ہے مگر اس ترجمہ مین ایک نثر غیر منتظم اور بیرونق ہے جسکے پڑہنے سے طبیعت پژمردہ ہو جاتی ہے حالانکہ اکثر علماء یورپ قرآن کی سحر بیانی سے قایل ہین۔ چنانچہ فاضل جرمنی گیٹا صاحب کہتے ہین کہ جب کبہی ہم قرآن کو پڑہتے ہین تو ہمیشہ تازہ معلوم ہوتا ہے اور بتدریج اوسکی کشش پائی جاتی ہے تعجب دلاتا ہے اور بالآخر اپنا فریفتہ کر لیتا ہے۔ فاضل مراکشی صاحب نے لاطینی زبان مین ترجمہ حامل المتن موحاشیہ لکہا ہے اوسکی نسبت سیواری صاحب فاضل فرانسیسی فرماتے ہین کہ مراکشی نے چالیس برس قرآن کے ترجمہ اور تردید مین صرف کئے اگرچہ اوسنے صحیح طریقہ کا برتاؤ کیا ہے یعنے متن کے موافق آیتون کی تقسیم کی ہے لیکن لفظی ترجمہ کر ڈالا ہے مضمون قرآن بیان نہین کیا ہے بلکہ اسکو لاطینی وحشی زبان مین پریشان کر دیا ہے گو اصل عبارت کی خوبی باقی نہین رہی تاہم انڈرؤ درایئر صاحب کے ترجمہ پر جس سے وہ ترجمہ ہوا ہے اوسکو ترجیح ہے جارج سیل صاحب کا انگریزی ترجمہ سنہ ۱۷۳۴ء مین چھپا ہے یہ ترجمہ کل ترجمون سے نسبت بہت صحیح اور صاف ہے اور اس مذہب کے اہل علم اور تحقیق کے نزدیک معتبر گر ہر

مین ہی یہ نقصان ہے کہ مترجم نے تفریق نہین کی ہے۔ بلکہ تمام کتاب کو ایک بیان مسلسل کر دیا ہے حالانکہ بقول مسیولدی صاحب کے زبور کے مانند قرآن کا جدا جدا آیتون مین ہونا اس غرض سے ہے کہ شر مین زندہ خیالات اور نظم سے استعارات اور محاورات آسکین ریورنڈ راڈویل صاحب افضل العلما فرماتے ہین کہ سیل صاحب نے مراکشی صاحب کی تتبع پر تفسیری فقرے بھی لکھے ہین مگر بجاے سیکسن زبان کے اکثر لاطینی زبان کے ہین۔ بیان مسلسل ہو جانے لطف مناسبت اور ارتباط آیات مفقود ہو گیا ہے حالانکہ یہ ترتیب عجیب حسن و حکمت پر مبنی ہے۔

سنہ ۱۸۶۲ء مین ریورنڈ راڈویل صاحب افضل العلما تعلیم یافتہ دار العلم کیمبرج کا انگریزی ترجمہ مشتہر ہوا اوسمین دو باتین نئی ہین ایک یہ کہ ہر ایک آیت کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ کیا ہے اور ایک ایک عشر پر ہندسہ شمار بھی دیا ہے دوسرے یہ کہ سورتون کی ترتیب مصحف متعارف کی طرز پر نہین ہے بلکہ تاریخ کے اعتبار پر بلحاظ ترتیب نزول جہان تک معلوم ہو سکا ہے۔ مرتب کیا ہے۔ اور جہان روایتون سے تاریخ نزول ثابت نہین ہوئی ہے وہان ویسے ہی رہنے دیا ہے فقط۔ چونکہ طوالت باعث ملال ہوتی ہے اسواسطے ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور متاسفانہ کہتے ہین کہ ان لوگون نے اپنی کتابون کی طرح اسکو بھی اصلاح و تحریف سے بہر دیا ہے اور بیان مسلسل کر دینے سے پھیکا اور الجھا ہوا بیان کر دیا ہے مگر ان سے کچھ نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ (بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ) آچکا ہے چونکہ ان سے ہم مذہب ہی ان پر معترض ہین پس اہل اسلام کے نزدیک ایسے ترجمون کی کیا وقعت ہو سکتی ہے اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے جتنے ترجمے ہندوستان مین چھپے ہین ان کا بھی مختصر حال لکھا جاوے فقط باقی آیندہ

از اخبار دار السلطنت۔

ڈاکٹر کوک صاحب امریکہ کی پادری کل اعتراض

ڈاکٹر جیمس کوک صاحب ساکن امریکہ جو مذہب عیسوی کے منادی کے لئے واشنگٹن سے دورہ جہان کرنے کو نکلے ہوے ہین ۱۵ ماہ جنوری گذشتہ کو مقام پونا مین صاحب موصوف نے ایک لکچر دیا تہا جسمین مذہب اسلام سے جواز کثرت ضاکحت پر اعتراض تہا۔ اسکا جواب باصواب بدلایل عقلی و نقلی ۲۰ جنوری کو بزبان انگریزی ہمارے مکرمفرما منشی محمود خان صاحب ساکن پونا نے دیا چنانچہ اسکے حواب سے کئے چھپے ہوے سادے دفتر مطبع منشور محمدی مین اگر پادری صاحب اور دوسرے لوگون کو تقسیم کئے گئے۔ چونکہ پادری کوک نے یہان ہی دو روز لکچر دے تہے اسلئے اس رسالہ جواب جواز کثرت ازدواج کو غیر مذہب والون نے نہایت شوق سے لیکر پڑہا اور دفتر مطبع مین کئے درخواست طلب رسالہ مین پہونچے۔ چونکہ رسالجات مذکور سب تقسیم ہو گئے ہے لہذا ناچار یہ کہنا پڑا کہ حاضر نہین۔

ہمکو منشی محمود خان صاحب کی حمیت اسلامی پر فخر ہے کہ ایسے مسلمان با ایمان نے اتنے عرصہ قلیل مین ایسا عمدہ جواب مدلایل عقلی و نقلی اور وہ بھی غیر زبان مین لکھکر کر ڈاکٹر کوک سے پیش کیا جسکے مطالعہ سے امید ہے کہ پادری صاحب نے

مسلمانون کا لوٹا مانا ہوگا شکر کا مقام ہے کہ اب جواب اعتراضات عیسائیان انگریزی مین چھپنے لگے ہین گو انکا تعداد کتنا ہی قلیل کیون نہ ہو مگر مبارک فال ہے اور امید ہوتی ہے کہ اور کچھ عرصہ مین جیسا کہ آرزوے منشور محمدی ہے پادریون کے جوابات اور عیسائی مذہب پر مسلمانون کے اعتراضات انگریزی مین چھپکر تقسیم ہونے لگینگے اور کچھ بعید نہین کہ مسلمانون کے جانب سے ایک خاص انگریزی اخبار اسکام کے لئے جاری کیا جاوے۔

بقیہ جواب نور افشان

قولہ: وس نے علی ابن ابی طالب کے ساتھ تربیت پائی الخ اقول: وہی دھاک کے تین پات کہتے ہو بلا حوالہ قابل سماعت نہین ہوسکتا حیران ہون پادری صاحب کیسا جواب دیتے ہین بہرام خان صاحب کے سوال کو کچھ بھی جنبش نہین ہوتی قولہ اگر خدیجہ اوسمین ادراک عالی اور عقل اور تیز فہمی کے آثار دیکھتے تو اسی نوکر کے درجہ سے اپنا شوہر اور صاحب کس طرح سے کرلیتے اقول اگر پادری صاحب کی تحریر سچ ہے تو صرف اسیقدر ہی مگر بھی سوان بہرام خان صاحب سے کچھ تعلق نہین اور جو پادری صاحب عقل اور تیز فہمی وغیرہ باعث نوشت وخواند سمجھتے ہون تو یہی غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ اب ظاہر دیکھنے مین آتا ہے کہ اکثر لوگ بباعث علم کے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین اور روزمرہ نوشت وخواند مین و تردید مذاہب غیر مین مشغول رہتے ہین مگر جسوقت سوال کیا جاتا ہے تو سمجھ مین ہی نہین آتا اور رپورٹ و لچر لکھا ہے تو ائین بائین شائین۔ اب ایک منصف مزاج کا قول دیکھو۔ آنحضرت نے چچا کی خدمت مین پچیس ۲۵ سال کی عمر تک رہی جبکہ ایک بڑا آدمی شہر مین مرگیا اور اوسکی بیوی کو جن کا نام خدیجہ تھا ایک منتظم واسطے امور خانگی کے درکار ہوا اور لوگون نے آپ کو اس عہدہ کے واسطے تجویز کرکے بی بی خدیجہ سے آپ کی سفارش کی آپ تمام اون شرائط پر راضی ہوکر جو بی بی خدیجہ نے پیش کین اونکی طرف سے تین برس تک دمشق اور مقامون مین تجارت کرتے رہے جب آپ مکہ کو واپس آئے تو بی بی خدیجہ کے پاس خود اسواسطے گئے کہ ان سے بابی تمام اپنے تجارت کا نتیجہ بیان کرین بی بی خدیجہ حساب کے فرد دیکھکر نہایت راضی ہوئین اور جو کہ آپ حضرت خدیجہ کے سامنے کھڑے تھے آپکی سیاہ اور جھکی ہوی آنکھین اور عمدہ خال و قد اور تناسب اعضا اور مودب کھڑا ہونا ایک ایسا جادو تھا کہ جسکی سبب سے اونکی شکل ان کو اپنی دولت کی زیادتی کے خوشی سے زیادہ خوش آیند معلوم ہوتے تھے یہ حسین بیوہ اسسر زمانہ مین چالیس برس کی تھی اسکی دو دفع شادی ہوچکی تھی اور اسنے دو بیٹی اور ایک بیٹا جنی تھی مگر تاہم ایسے ایک حسین آدمی کی خوش وضعی اور شوخی دیکھکر اوسکا دل نہ رہ سکا اور اوس نے حضرت سے نکاح کی درخواست کی دیکھو رسالہ جان ڈیون پورٹ صاحب بیان وقایع عمری۔ دیکھو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن خداداد اور خوش وضعی دیکھکر اور دیانت اور امانت مین پورا پاکر نوکر کے درجہ سے اپنا مالک بنالیا۔ قولہ اپنے ہی اور ان تمہارے

کو اپنے اوپر خاوند کرلین اقول خاوند کرلینا کیا معنی ہم تو دیکھتے ہین کہ دھوبی مچھوے رسول بنائے جاتے ہین ۔ قولہ پھر یہ صحیح نہین کہ اوسنے عالمون کی رفاقت نہ کی الخ سراسر جھوٹ کسی عالم کی رفاقت کی حضرت نے کب کی حضرت اپنے چچا سے سات برس آپ شام کے جنگل مین ایک عبادت خانہ کے قریب پہونچے ان مین سب سے بڑے پادری نے (بحیرا راہب جو جرجیس بھی کہلاتا ہے) حضرت کو بغور دیکھہ کر ابو طالب کو ایک گوشہ مین لے گیا اور کہا اپنے بھتیجے سے خبردار رہنا اور اوسکو یہودیون کی شرارت سے بچانا کیونکہ یہ یقینی ایک بڑے مطلب کے واسطے پیدا ہوا ہے دیکھو ترجمہ رسالہ جان ڈیون پورٹ صاحب بیان وقایع عمری کیون صاحب اتنی ہی ملاقات کو رفاقت سمجھتے ہو اور جب غار حرا مین پیغمبر صاحب نے حضرت جبرئیل کو معاینہ فرمایا تھا اور وہ کیفیت عجیب حضرت خدیجہ کبریٰ سے بیان کی اور خدیجہ کبریٰ حضرت کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس جو عیسائی بڑا عالم تھا لے گئین تو ورقہ نے باب ۴۲ یسعیاہ کو خاص حضرت کے شان مین تسلیم کرکے آپکی تصدیق کی اور کہا افسوس کہ اب مین بہت بوڈھا ہوگیا کیا خوب ہوتا کہ مین اوسوقت تک زندہ رہتا جسوقت عرب کے لوگ آپ سے جنگ کرین گے دیکھو کتاب عوارف المعارف مصنفہ شیخ شہاب الدین سہروردی ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ ۔ بہت جلد ورقہ کا انتقال ہوگیا آپکی قیاس ہمدمی کا طمع پہلے ہی حکمت الٰہی سے در گیا ۔ اور وہ (ورقہ) محمد کے دعوے رسالت کرنے سے چند روز پہلے مر گیا میزان الحق

مطبوعہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۵۰۲ اب فرمائے آپکی تحقیق مین مور ہے یا واکر فاندر صاحب کے اور ورقہ بن نوفل کا توریت کا عربی مین ترجمہ کرنا یہ آپکی تاریخ دانی کا نمونہ ہے ۔ قولہ محمدؐ آپ شاعری کا بہت مشتاق الخ دیانت و راستگواہ جھوٹ نہین کہتا لیکن جھوٹا گواہ بہتیرے جھوٹی باتین بولتا ہے امثال ۱۴ - ۵ پادری صاحب کو حسینے وبیضاوی کا نام نہ تھا اوسکے حوالہ کو کوئی کتاب دنیا مین نہین رہی ۔ قولہ کبھی اپنے کاتب کا انشا سمین ملایا الخ ۔ ای خداوند میرے جان کو جھوٹی ہونٹون اور دغاباز زبان سے رہائی دے زبور ۱۲۰ - ۲ اب مین اس اخبار کے جواب کو دو باتون پر ختم کرتا ہون اول یہ کہ ہم اہل اسلام جناب پیغمبر آخر زمان کو امی جانتے ہین اور علم اجانا بلا مدد بشر کے دوسرا معجزہ سمجھتے ہین دوسری قانون اعظم یعنے قرآن شریف کو غیر مخلوط کلام بشر سے کلام الٰہی سمجھتے ہین اور آپ کو اس سے انکار ہے تو آپ کو مناسب و لازم ہے کہ آنحضرت کا علم سیکھنا کسی غیر بشر سے اور کاتب کا انشا ملانا قرآن شریف مین موجود کتاب و لفظ انشا تحریر کردین میرا آپکا تصفیہ ہوجائیگا اور اسکی واسطے دو ماہ کی مہلت بھی دیتا ہون ۔ فقط

راقم دہی غریب مسلمان

رد ابطال حمقاء عیسوی مذہب

مخدوم و مکرم بندہ حامی دین متین جناب محمد شریف صاحب سلمہ ایہا الناظرین اس مضمون کے نمبر اول مین تواریخ کی آیات اور اناجیل کی آیات اور دیگر یہودی مصنفان کی بات اور عام روایات سے مین نے ثابت کرکے دکھایا تھا کہ یہودیون کے شریعت کے موافق حضرت مسیح ہرگز صلیب نہین ہوے

بلکہ صلیب پر مرے ہی نہین اور یہ جو آنحضرت فخر رسالت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وقت مین یہودی فرعون سے باوا بن فخر یہود لوگ
بولتے تہے کہ " لو جی لو ہم نے ہمارے باپ داؤد نے عیسے ابن
مریم کو صلیب دیکر مارا ۔۔ اسکی تکذیب کامل طور سے کردی
تہی اب نمبر ۲ مین بہی اوسی اپنی پہلی بات سے اثبات
مین لڑی چہیڑنے کا بیڑا اٹہاتا ہون ۔ اور مسیح کے صلیب
پر نہ مرنے کو ثابت کرنے کے واسطے کمر ہمت باندہتا ہون
چونکہ عیسائی بہائی مسیح کے موت کو اپنے ایمان کے جزو اعظم
اور گناہون کا کفارہ جانتے ہین ان کے بڑی بڑی معزز
مناد اسی اصول کو مدنظر رکہہ رہتون مین جب مخلوق
اپنے کاروبار مین مصروف ہوتی ہے اپنی ڈہائی پاؤ
چانول سب سے علیحدہ بگہارتے ہین اور تنخواہین بچانے
کو گذرنے والون کا مغز کا بہیجا کہا جاتے ہین
مگر دراصل اونچی دوکان پہیکا پکوان ۔ انپر یہ شعر صادق
آتا ہے ۔

شعر

گر کوئی لکہے دیکہے تو کچہ بہی نہین ہونمین
سر پہ انہای پھرتے ہین شور و فغان مجہے

پیشتر کہ مضمون کو شروع کرون ایک بات کا بیان
کرنا ضروری ہے کہ الزامی گفتگو یا دریعہ جبانن خواہ بذریعہ
اخبار و رسالہ و خواہ بذریعہ خطوط خواہ نقلی جسطرح چاہین
مین حاضر ہون کتابی بات کرنا چاہین مین موجود ہون
خرافات عیسائی ایل نہا کر دیں صاحب اپنے اخبار مین
درج کرتے ہین اور رسائل و اہیات اور ان کے موافق لغو
جہان مین نہین کرنے کا کیونکہ میرے اوستاد نے مجہے
یہ سکہلایا ہی نہین بلکہ یہ فرمایا ہوا ہے کہ تر کی پہکی

جواب دو مگر جو کام حلیمی نرمی اور بی تعصبی سے نکلتا ہے
وہ پہکڑ سے نہین ہوتا سب مسیحی ناظرین سے عموماً اور
فرنچ صاحب بشپ پنجاب سے خصوصاً التماس ہے کہ ایسے
نازک اور مونے مسئلہ صلیب پر قلم اوٹہاوین ۔

اب بغور سنئے اور کانون سے روئی نکال کے سنئے
کہ ہیرو دیس لاطینی (جو حضرت مسیح سے قبل ایک سو
برس قریباً گذرا ہی) اپنی خطوط مین اس طرح لکہتا ہی
کہ حسب دستور اہل روم مصلوب کو دنون صلیب پر جکڑی
رکہتے تہے تا وقتیکہ اوسکی لاش پرندون کا شکار اور
چڑیون کا طعمہ نہو لیتی ۔ لوکن (ایک رومی شاعر
جو پہلی صدی مین گذرا) اور پرسیس (جو لوکن کا
ہمعصر تہا) کا کلام اسبات کو پایۂ اثبات تک پہونچاتا
ہے ۔ پلوطارس فیلوف (جو پہلی اور دوسری
صدی مسیحی مین ایک مشہور فیلسوف تہا) پلاطیوس
(مشہور شاعر جو دوسری صدی مسیحی مین زندہ تہا) اس
مضمون سے درست اور راست ہونے پر صاد کرتے ہین ۔ دراصل
اہل روم کا یہی شیوہ تہا اور باشندگان مصر کا بہی
ایسا ہی طریقہ ۔ تاریخ سے مطالعہ سے آفتاب نصف النہار
کی طرح روشن ہوتا ہے ۔ ہم قرآن مجید اور فرقان
حمید سے بہی دکہلا دیتے ہین ۔ دیکہو قرآن شریف

سورۂ یوسف سیپارہ ۱۳ رکوع ۱۱ پانچوان ۔ قال

اللہ تعالیٰ واما الاخر فیصلب فتاکل الطیر من
راسہ ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لیکن دوسرا
صلیب دیا جاویگا اور جانور اسکی سر کو کہائینگے
رومیون کے دستور کے موافق حضرت مسیح کی لاش

تا دھنکا اوسے پرند نہ کھا سکے اور چڑیون کا شکار نہ ہو لیتے
صلیب پر لٹکتے رہنے چاہیے تھے مگر برخلاف اسکے معتقدان باجیل
اربعہ اور نویسندگان خطوط مسلمات پر سب کے سب اتفاق
کرتے ہین اور اسکے بیان سے متفق الرای ہین کہ چھٹے گھنٹہ یعنے
اتجمل کی دوپہر کے وقت صلیب پر کھینچے گئے تھے اور نو بجے
گھنٹہ یعنے تیسرے پہر اتارے یوسف کے نہ تو دیکھے جو پلاطوس
سے کونسل کا اک معزز ممبر تھا اور جس نے بعد ازان اوس
کے دفن کا بندوبست کرکے اسے گاڑا۔ اسکا بیان مفصل
نمبر اول مین ہو چکا ہی۔ اب بھیل یا دمتقان یا کم تعلیم
یافتہ طالب العلم حساب کیا انگلیون پر گن کے آسانی
سے کہہ سکتا ہی کہ صرف تین گھنٹہ تک ہی مسیح کی لاش صلیب
پر آویزان رہی۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رومیون کے
قواعد کے مطابق ہی حضرت مسیح صلیب پر نہین مرے۔ اکثر
جاہل کہتے ہین کہ مصحف شریف مین اصلی واقع کی نہ
اصل ہے نہ تاریخ کا ثبوت مین عرض کرتا ہون کہ جن
دونون کو وہ خیال کرتے ہین کہ قرآن شریف مین
نہین مین انہین دونو کو ہی پاتا ہون اگر باور نہ ہو

تو لو سنو۔ قال اللہ تعالیٰ وان الذین اختلفوا فیہ
لفی شک منہ مالھم من علم الا اتباع الظن ترجمہ
جو لوگ کہ اسمین یعنے صلیبی موت سے نسبت بہانت بہانت
سے بولیان بولتے ہین وہ اسجگہ شک مین ہین اور کچھ نہین
ان کو جز مگر انکل پر چلنا۔ اول یہودیون کا قول
کہ ہم نے مسیح کو مارا دوم عیسائیون کا دیکھو سلا
کہ مصلوب ہوا۔ سوم باب لیدیان اور کرن تہیان
قدیم فرقہ مسیحیان کا کہنا کہ مسیح کے جگہہ شمعون قرنتی

مصلوب ہوا چوتھی اوس گروہ کا کلام جو کہتے ہین مسیح
کے بدلے یوسف مرا پانچوین اس جماعت کا بیان جو کہتے
ہین نہ مسیح نہ شمعون نہ یوسف بلکہ یہودا اسکریوطی
صلیب پر مرا ان سب کے سب کو قرآن شریف نے باطل ٹہرایا
مگر وہ انکل پر چلتے ہین درحالیکہ اسبات کے راز سے نامحرم
ہین اور اس مطلب سے بے خبر کیونکہ انسان کو مارنے
کے بموجب تواریخ دو طریق ہی۔ اول صلیب پر لٹکے
رہنے دینا۔ یہ سزا بھاری بھاری گناہون کے مرتکبون
کو اور غلامون کو دیتے تھے جسکے بھوک و پیاس کی
شدت زخمون کی اذیت دھوپ کی تپش اور دوران
خون کی سوء مزاجی سے تکلیفون سے اور تین چار دن
برابر صلیب پر لٹکے رہنے سے جان ہوا ہو جاتی ہی
دوم دفعتاً کام تمام کرنا۔ یہ دو طرح کی ہی (۱)
سنگساری جسکا بیان اعمال الرسول باب ۷ درس ۵۹
استفنس سے ظاہر ہے دوم تلوار سے مارنا جسکا تذکرہ
یوحنا کی موت جب اوسے ہیرودیس کے لڑکے نے تلوار
سے قتل کیا۔ اسواسطے قرآن مجید مین ہر دو قسم کی موت
سے انکار ہوا ہی کہ نہ حضرت مسیح پتہراؤ کے گئے نہ صلیب
پر مرے۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہود جو فخریہ
بڑا بول بولتے تھے کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کیا
ہے اللہ میان نے اسکا اسلئے قرآن مجید مین اشارہ
کیا ہے ما قتلوہ وما صلبوہ ترجمہ نہ قتل
بذریعہ صلیب ہوا اور نہ قتل بذریعہ تلوار کے ہوا نہ سنگسار
ہوکے مرا نہ یہ کہ مطلق صلیب پر چڑھا ہی نہین کیونکہ
صلیب پر ہاتھون مین میخین ٹھونکے اور پاؤن باندھ

دنیا اور پھر تین گھنٹہ بعد اتار لینا مار دینے کو کافی نہین
کتاب لاسٹ ڈی آور لارڈس پیشین مصنفہ رورنڈ
ولیم ہنا ایل ڈی صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ ۱۸۶۴ء مین
مذکور ہے (یہ کتاب تاہنوز اردو مین ترجمہ نہین گئی
گئی) وہ مخلین اسقدر مضروب نہ تھین جو زندگی کو کم
کرتین اور زیست کو کسی طرح کا نقصان پہونچاتی تھین
بلکہ وہ جس زخم پر لگائین جاتی تھین اوس زخم کو صاف
کر دیتی تھین" معلوم نہین کس ترکیب سے بنتے تھین خدا
جانے کس گھڑت کی ہوتی تھین شاید اس بیان مین
کوئی اور کتاب مرقوم ہو جیسا کہ ہم دیکھتے ہین کہ سر کر
سے فوائد مین ڈاکٹر ہنگرام صاحب کا مشہور رسالہ ہے
مگر چونکہ ابتک کوئی مسیحیون کے باب مین اور مطالعہ مین
نہین آئے اسلئے شک ہے۔

اگر خدا کو انسان کا مارنا ہی منظور تھا تو جب ابراہیم
نے اسحاق کو قربانی دیا تھا تب ہی کیون نہ خدا نے
مارا تھا جو بقول حضرات مسیحیان مسیح کی موت کا نمونہ
تھا کہ جب سے بیداغ برہ قربان کیا جایا کرے اور یہ
بیداغ برہ انسان کے گناہون کا کفارہ تھا جو
برابر حضرت مسیح تک چلا آیا جب مسیح صلیب پر دے گئے
تو یہ عہد پورا ہو گیا۔

مگر مین بہزار عجز عرض کرتا ہون کہ جناب من جب
اسحاق سے بیگناہ کو محض خدا نے رحم کہا کی قتل نہ
ہونے دیا تو یہ قرین عقل ہے کہ مسیح کو (جسکو تم خدا
کا بیٹا کہتے ہو) اوسنے بے رحمی سے قتل کرایا ہو
اگر میرا یہ بیان غلط ہے تو یہ بات کہ وہ دنیا کے گناہون

کے واسطے اپنی مرضی سے مصلوب ہوا غلط کیونکہ لکھا ہے
کہ موت کی وقت سر کڑایا اور پہاڑ مین جاکر دعا مین مانگتا
رہا کہ ایسا نہ ہو ایسا نہ ہو (متی ۲۶ باب ۳۹ و ۴۲
و ۴۴ و مرقس ۱۴ باب ۳۶ و ۳۹۔)
حضرات مسیحی بیان کرتے ہین کہ بعد از وقوع ماجرائے
صلیب حضرت مسیح متواتر یکے بعد دیگرے حواریون
کو نظر آتے رہے جسکی تفصیل مفصل طور پر یوحنا حواری کی
انجیل کے اکیسوین اور بیسوین باب مین موجود ہے
جس مین مذکور ہے کہ ایکدفعہ مریم مگدلینی نے اپنی
آنکھون دیکھا یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس عورت
مخبوط الحواس ضعیف العقل کے بات کا اعتبار نہین
کیونکہ اوسے سات جن چڑی تھی لوقا ۸ باب ۲ و مرقس
یہ جو پادری صاحب نے مسیح کے حق مین زبور ۲۲ و مرقس
۱۵ امین داؤد نے تنگ ہوکے دشمنون سے خدا سے دعا
مانگی کہ ان نے میری پوشاک کو اپنی درمیان بانٹا
اور میرے لباس پر چٹھی ڈالی کہ لوقا ۲۳ باب ۲۷
سے ۳۵ تک یہ پیشین گوئی مسیح مین پوری ہوئی
جناب من سارا زبور ۲۲ سر سے آخر تک مطالعہ
فرمائے تو پھر فرمانا کہ یہ پیشین گوئی حضرت مسیح مین
پوری ہوی۔

جب حضرت عیسے کے نہ مرنے کا حال مسلم بالثبوت ہوا
تو باقی رہی یہ بات کہ شمعون قرنتی اور یہودا
اسکریوطی جو بزعم بعض مسیحیان مر گئے تو صرف یہ
دو کلمہ ہی اسکی جواب مین کافی ہین کہ شمعون قرنتی
بعد از موت حضرت عیسے کے سال تک زندہ رہا اور

مین داخل ہوے اور یہود اور کرسچن کا حال انجیل مین
صاف صاف مذکور ہے۔
الٰہی حضرات عیسیٰ صلیبی موت سے بہبود سے نکل ساحل
مراد مذہب اسلام پر آدین۔ آمین آمین۔ ثم آمین
رقیمہ۔ میر کرامت اللہ از چرچ مشن سکول امرتسر

خبر بشارت بارعرض اسلام چند کفار

الحمد للہ والمنہ ۱۶ مارچ کو موعظت قرآنی سے یہ نتیجہ
ہوا کہ ۱۷ منہ روز جمعہ کے دس بجے منشی نام عرف
چنا والو ساکن دلمازپیٹ مع اپنے اولاد و زوجہ کے
بغرض عرض اسلام وارد مسجد شولہ ہوا اوسوقت جناب
مولینا مولوی سید شاہ محمد نظام الدین صاحب نقوی
فخری صدر انجمن محمدیہ مدرس و جناب مولینا مولوی
عبدالقادر صاحب عرف قادر پادشاہ صاحب نائب
صدر انجمن مسجد شولہ مین تشریف رکھتے تھے بعد تحقیق ہردو
حضرات صدر کو یہ معلوم ہوا کہ انکا غرض نہ دل سے اسلام
لانے اور اسپر قایم رہنے کا ہے معاً انسے توبہ لیا گیا
اور انکے نام یہ رکھے گئے۔ چنا والو کا نام عبدالعلی
اوسکی عورت یلما کا نام رقیہ بی بی اور اوسکی پہلی
دختر پاچا کا نام امۃ اللہ اور اوسکی دوسری دختر
چنا پاچا کا نام کلثوم بی بی اور اسکی فرزند ناگاسامے
کا نام عبدالقادر رکھا گیا۔ جناب مولینا مولوی
سید شاہ محمد نظام الدین صاحب نقوی فخری نے بعد
تلقین کلمۂ شہادت اور تبدیل اسماء و لباس کو معلیان
مسجد کو ان کے ضیافت کرنے پر آمادہ فرمایا حاضرین
جماعت سے جناب محمد شمس الدین صاحب خلیل مد اپنی جماعت
کے ۲ روپیہ اور جناب عبدالعزیز صاحب ساکن جیل پور
منشی ۱۳ رجمنٹ دو روپیہ اور خود جناب مولینا مولوی
سید شاہ محمد نظام الدین صاحب نقوی فخری ایک
روپیہ اور دوسرے لوگ کے جانب سے ایک روپیہ ۶
جملہ ۶ روپیہ ۹ ران نومسلمون نے تعویض ہوے تا وہ دو
چار روز مدرس مین رہکر بخوشی کہا پنے اپنے وطن
کو راہی ہون چنانچہ وہ لوگ تیسرے روز راہی وطن
ہوے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان دونون مقدسون کی
کوشش سے اتنے لوگ مسلمان ہوے اللہ تعالیٰ انہین جزاے
خیر دیوے اور ان نومسلمون کو استقامت علی الشریعت
عنایت فرماوے آمین بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
مخبر مسکین الفقیر الی ربہ العلی سید محمد فخر الدین النقوی الفخری
کان اللہ لہ۔ رکن انجمن محمدیہ مدرس۔

فصل پہلا

۱۔ جب ہم انسان کی صورت حال کو گہری نگاہ سے دیکھتے
ہین اور اوسکے رجہان دلی کی آئین و قانون کو آیا وہ
صحیح تصور کئے جاوین یا غیر صحیح یا مناسب اوسکی فطرت
سے ہو یا نہ ہو۔ اور اسکی قواعد و ضوابط کو جسکو یہ عملاً
یا فعلاً مختلف طور و طریقہ پر بنام نیک و بد یا امید جزا
یا بخوف سزا آیا وہ حکمت اور دانش سے رد اوسکی
موزون حال ہو یا غیر موزون یا مقتضاے خلقت اسکی
ہو یا نہ ہو کام مین لاتا ہے خیال کرتے ہین تو کوئی
نتیجہ سوے اسکے سمجھ مین نہین آتا ہے کہ یہ ایک پرستار
مخلوق ہے سلف سے آجتک برابر کوئی ایسا انسان
خواہ وہ خوان علم سے بہرہ یاب ہو یا نہ ہو ایسی

جو اپنے بدی کی تنزلی اور نیکی کی ترقی کے لئے انواع
و اقسام کی تدبیرین ایجاد کیا ہو آیا اوسکی یہ
کوشش بہ تحریک قوای صلاحیت بخش جیلے سے ہو یا کسی
سے اور بذریعہ اوسکی وہ اپنے معشوق امید سے ہمکنار ہوا
ہو یا اوسکی کلیون مین مثل صبا خاک اوڑا کر مر گیا ہو
مجھے اس سے بحث نہین لیکن اوسکی یہ محنت اور مشقت جو
اسنے بدانست اپنے بامید حصول جزا یا بخوف سزا کیے
اوپر گوارا کیا ہی صاف دال ہے کہ وہ ایک پرستار مخلوق
ہے چاہے وہ فی الحقیقت ظاہرًا یا باطنًا کسی خالق کا
قایل ہو یا نہ ہو۔ علاوہ اسکی جب ہم دنیا کی پرانے
نے ورق کو الٹتے ہین تو یہی برابر دیکھنے مین آتا ہے کہ
فلان قوم کا قبیلہ لات وعزا ہے اور فلان کا صفا اور
رلیلہ۔ کوئی برہما اور وشن کی دہیان مین بن باشی
ہے کوئی رام اور کرشن کا پیرا گی کوئی کواکب پرست
ہے کوئی آتش پرست۔ ان مین بھی کوئی زہرہ پر دل
باختہ کوئی مشتری پر جان دادہ کوئی سورج کا اوپاسنا
کرتا ہے کوئی گنگا اشنان کوئی شیو کا سیوک ہے کوئی
رام کا بھگت۔

۲۔ ایک اور امر قابل غور ہے کہ یہ پرستار مخلوق جسکو
بفہم اپنے پرستش کے لایق تصور کرکے پرستش کرتا
ہے اوسکی اخلاقی چال وچلن کو بطور خاص و عام کے
اپنا نمونہ قرار دیکر بذریعہ اسکے خواہان رستگاری
اور نجات ہوتا ہے اور بزعم اپنے خلاف مین اوسکو
اپنے کو مستحق عذاب تصور کرتا ہے کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت
صاف اظہر من الشمس ہے کہ عابد اپنے معبود کو ہر امر مین
افضل اور ہر اک اخلاقی چال وچلن مین کامل خیال کرتا ہی
اور جس جس قول اور فعل مین اپنے کو برخلاف اس کے
پاتا ہے اوسمین کامل طور سے اوسکے ترک کرنے کی جد و
جہد کرتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ عام ہی کہ غلام ہر طور سے
اپنے آقا کی خوشی کا خواہان ہوتا ہی اور دن رات یہی
کوشش کرتا ہے کہ ہمارا آقا مجھسے خوش رہے اور بامید
حصول اس خوشی کے ہمیشہ اپنے کو تعمیل حکم مین اوسکے مستعد
رکھتا ہے اور مقدور بھر تعمیل حکم کو اسکے اپنے بھلائی
کا ممونہ تصور کرتا ہی۔

سو۔ اب تمہین لازم ہی کہ رومیون اور مصریون کی
قدیم تاریخ کو بغور تمام پڑھو اوسکے پڑھنے سے یہ بات
تم پر بخوبی ظاہر ہو جاویگی کہ ان ملک والون نے جس جس
شئی کو اپنا معبود قرار دیا ہے اوس کے اخلاقی اور
صفاتی چال وچلن کے مطابق ہی یا نہین قوم سیتھین
اور شمالی فریق والون کی حالات کو جو باعث خرابی
سلطنت رومیون کے تصور کئے جاتے ہین ابتدا سے
انتہا تک دیکھو کہ ان اقوام کے معبود کیسے کیسے وصاف
قہاری اور جباری سے موصوف ہین اور ان کے عابد
کیسے کیسے بے رحم اور سنگدل ظالم و خونخوار تھے اونکا
بجز غیر ملکیون کے تکلیف دینے کے اور کوئی کام نہ تھا۔
نہ وہ صاحب حرفہ تھے نہ اہل تجارت و زراعت جنگ اور
جدال سے سروکار رکھتے تھے غارتگری اور خونریزی
سے بسر اوقات کرتے تھے ظلم اونکا پیشہ تھا سرخ
سرخ لباس انسان کے خون مین علاوہ اپنے ہمجنسون
کے رنگ کر زیب تن کرتے تھے موت طبعی سے مرنا باعث

دخول جہنم سمجھتے تہے جنگ و جدال مین مرنے سے اپنے کو مستحق نجات قرار دیتے تہے اگر کسی لڑائی مین فتحیاب ہوکر زندہ بچکر آئے تو اپنے دیوتاؤن کے روبرو اپنے نجات کے لئے توبہ و استغفار کرتے تہے اور آخر کو کسی نہ کسی باعث سے اپنے کو خود قتل کر ڈالتے تہے تاکہ اپنے معبودون کے توجہات کریمانہ سے محروم نہ رہجاوین یونانیون اور رومیون کے معبود باوجود موصوف ہونے صفات حسنہ اور اخلاق پسندیدہ سے بہت بڑے شجاع اور مردمیدان اور تلون مزاج مشہور تہے ان لوگون نے اپنے ہمجنسون سے جو جو بے رحمی اور سنگدلی بے اخلاقی کے وہ آہنگ ضرب المثل ہے خطہ یونان مین شہر قرنتہس جو عقل اور علم مین بے نظیر شمار ہوتا تہا وہ باعث پرستش زہرہ کے شہوت رانی اور دغابازی مین بے مثل مشہور نزدیک و دور تہا اکثر وہان سے مرد فاسق اور فاجر اور مستورات زانیہ تہین عورتون کے لئے زنا اور مردون کے لئے شہوت رانی باعث فخر تہا - سو اس کے مندر مین ایسی ہایسی بدکاری ہوتی تہی جسکی ذکر کرنی حیا کے خلاف ہے ان کے دعاؤن سے وہ جملہ حصول نفسانی شہوات کو اپنے معبد خانہ مین بوقت نذر اور ذبیحہ کے مانگتے تہے خلاف تہذیب ہے وہ اور رومن کے قتل کرنے مین قطاع الطریقی اور غارتگری وغیرہ مین اپنے دیوتاؤن کو بامید کامیابی معاون تصور کرتے تہے - اہل مصر جو ایک وقت مین انواع اور اقسام طور کے علم و ہنر کے موجد تہے اور اوسوقت مین وہ کسی ملک والون کو اپنا ہمسر نہ تصور کرتے تہے اور فی الحقیقت ان کے برابر کوئی نہ تہا وہ ہر قسم کے فن اور دستکاریمین ید طولی رکہتے تہے وہ ایسے ہے جن کی کمال عقلی آجتک ضرب المثل ہین باوجود حصول ان کل صفات حسنہ کے وہ اپنے معبودون کو ان صفات حیوانیہ سے موصوف کرتے تہے کہ اوصاف انسانی کے ہوا ان کے گرد تک نہین پہونچتے تہے بلکہ وہ جانورون کی اکثر پرستش کرتے تہے اسیواسطے وہ عادات اور صفات مین خود بہی مثل حیوان تہے۔

ہندوستان جو ہر ایک علم اور ہنر کا معدن ہے وہ جسقدر معبودون کی پرستش کرتا ہے اس قدر شاید اوسکے بدن کے بال بہی نہونگے اور دنیا اسی کوشش مین رہتا ہے کہ حتی الامکان اپنے معبود سے ہمرنگ ہوجاے

۴ - اب ہمارے اس نمبر اول و دوم سوم کے مضمون سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ کل انسان ایک مخلوق پرستار ہے - کوئی ایسا فرد بشر نہین ہے کہ جو خواہ نخواہی کسی نہ کسی شئی کی پرستش نہ کرتا ہو پس ان کل حالات سے خیال کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان خاص پرستش کے لئے پیدا ہوا ہے مگر اسمین کوئی ایسا سبب ناقص ہے جو اس انسان کو اصل معبود کی پرستش سے باز رکہکر اوروں کی پرستش کے طرف رجوع کرتا ہے اور یہ انسان اپنی فہم اور عقل سے کوئی ایسی تدبیر نہین نکال سکتا ہے کہ جس سے وہ اپنی اصل معبود کی پرستش کے طرف رجوع لاوے اور یہ انسان اوسکی عبادت کرے جسکی پرستش کے لئے پیدا کیا گیا ہے کیونکہ اوپر سے مضمون سے یہ بات بخوبی پایۂ تحقیق کو پہونچ گئی کہ جو تو مین

بت پرست ہین وہ کیسی کیسی عقل اور علم رکھتے ہین مگر
بذریعہ علم اور عقل کے یہ امر جو مآل پیدایش اور عبادت
کا ان سے ہے نہ حاصل ہو کہ وہ اپنی کو اس تاریکی بت
پرستی سے بذریعۂ روشنی علم اور عقل کے اپنے تئین
یکایک حواہ بتدریج نکال سکین بلکہ بعض بعض ایسے انسان
بھی ہوے ہین جو سراسر زیور علم اور حلیۂ حکمت اور
دانش سے سرو پا مزین اور آراستہ تھے اس امر مین کوشش
بھی کیا ہے کہ بت پرستی کو معدوم کرین چنانچہ نوما جو
قدیم رومیون مین ایک پادشاہ گذرا ہے اوسنے
بذریعہ حکومت شاہی اپنے اور فلاطون اور پیرش
جو قدیم یونانیون مین فلسفے گذرے ہین بذریعہ
فلسفہ اپنے اس امر مین کوشش بھی کیا ہے کہ بت پرستی
اور مورت بنانے کی ممانعت کرین اور ممانعت بھی
کیا مگر کچھ سود اور بہبود نہ ہوا بلکہ جون جون آدم
زاد بڑہتے گئے اور ان کی علم اور عقل نے ترقی
کی دون دون بت پرستی بڑہتے گئی مثلاً
ہندؤن سے اگلے کتابون مین مورت بنانے کی ممانعت
اور بت پرستی کی مذمت لکھے ہوی ہے اور صرف
دیوتاون کا جو اجرام فلکی اور عناصر سے تعلق رکھتے
ہین ذکر ہے مزید بران سو سے سو کروڑ ہو گئے
اور یہ جو ایسے ایسے حکیم اور بادشاہ باوجود اس
طرح کے کوشش بلیغ کے بت پرستی کی ریخ کنی
مین یا اس رسم غیر مناسب خلقت انسانی کے منافی
مین ناکامیاب رہے اس مین خاص وجہ یہ تہی
کہ اوسکی اخلاقی چال و چلن ایسی نہ تہی کہ انسان
اپنا نمونہ قرار دیکر اونکی باتون کا شنوا ہوتا۔
۵۰ یہ پرستار مخلوق اپنی طبیعت سے یا بذریعہ اپنی
علم اور عقل کے جس شئی کو اپنا معبود قرار دیتا ہے
اور بزعم اپنے جسکو معبود سمجھکر پرستش کرتا ہے اور
اس سے اپنی حاجت طلبی یا ایسی دعا کہ جس سے
اوسکا برار مطلب ہوا کرتا ہے بسا اوقات ایسین
ناکامل اور ناکامیاب رہتا ہے اکثر اوسکی وہ
مراد جیسا کہ یہ اوس سے امید رکھتا ہے برخلاف
ظہور پذیر ہوتا ہے اور اکثر اونکی وہ اخلاق
چال اور چلن جسکو یہ اپنا نمونہ اور اثر قرار
دیتا ہے ہلاکت اور خرابی کا واسطہ ہوکر اسکے
طرح سے نقصان اور زیان پہونچاتا ہے کہ اسکی
طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے اور خود بخود اسکے دل
مین بہ تحریک اوس قوای صلاحیت بخش سے
جو ہمیشہ اپنی اصل فطرت سے موافق کام کرتا ہے
یقین ہوتا ہے کہ ضرور ایسا کوئی معبود ہے کہ
جسکی خاص ہمین پرستش کرنی چاہئے بلکہ اوسکی
پرستش کے لئے ہم پیدا ہوے ہین ہمارا وہ خالق
ایسا قادر مطلق ہے کہ ہمارے ان کامون کو جو احدون
کی عنایت اور کرم سے ساتھ وابستہ ہین اول
پھیر کر دیتا ہے پس اس سبب سے بعض اوقات انسان
اوسکی شناخت کا طالب بھی ہوتا ہے مگر چونکہ یہ
ناقص العقل ہے اور ذات اوسکی کامل ہے اسلئے اوسکی
زینہ سماجت پر نہین چڑہ سکتا ہے اور نہ اوسکی
اخلاقی چال اور چلن اوسکے سامنے موجود ہے کہ وہ

مطبع بحر الاسلام بنگلور مین محمد شریف کے اہتمام سے چھپا۔